© rasailojaraid.com

پروفیسر محمد اکرام تائب

رنگِ سخن

مسائل ہی مسائل ہو گئے ہیں
بہت کم اب وسائل ہو گئے ہیں
جو کل تک دشمنِ جاں تھے ہمارے
ملی کرسی تو "لائل" ہو گئے ہیں
وہ جن کو زُہد کا تقویٰ بہت تھا
نظر ملتے ہی گھائل ہو گئے ہیں
بناوٹ نو جواں چہروں کی توبہ!
سبھی فلمی رسائل ہو گئے ہیں
وہ جن کو زندگی ہم نے عطا کی
وہی راہوں میں حائل ہو گئے ہیں
فقیہہ و صوفی و زاہد بھی تائب
ترے ہاتھوں "سپائل" ہو گئے ہیں

جب اُن کو لئے ہاتھ میں نسوار ملیں گے
اک بار تو کیا ہم سے وہ سو بار ملیں گے
کہنے کو تو ہر شخص ہی مجنون ہے، و لیکن!
ٹُھوں دینے کو ہم سے ہی گنہگار ملیں گے
اس دل کا کوئی مول نہ پُوچھے گا جہاں میں
بکرے کے مگر سارے خریدار ملیں گے
محشر کا سماں ہو گا جہاں رات گئے تک
پھر دن کو تو بند آپ کو بازار ملیں گے
تم شہرِ غریباں میں کبھی آؤ تو دیکھو
ہر گھر میں ہی کھنڈرات کے آثار ملیں گے
میداں میں مرے ساتھ نہ ٹھہرے گا کوئی بھی
ہوٹل میں مگر آپ کو سب یار ملیں گے
اس شہر میں اب بچ کے کہاں جاؤ گے تائب
ہر گھر میں چُھپے سینکڑوں خرکار ملیں گے

جو مُرشد کی نظر کرم ہم نے پائی
دقائق، غوامض کئی ہم نے پائے
بس اک التجا ہے یہ پیرِ مُغاں سے
وہ اک جام وحدت کا ہم کو پلائے
کبھی چشم دل وا جو کی ہم نے ثاقب
زمیں آسماں اک نظر میں سمائے

ثاقب چوہان

© rasailojaraid.com